مفہومِ نبوّت و رسالت پر ایک مُدلّل تقریر

نبوّت و رسالت

ضیغمِ اسلام غزالیِ زماں

علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ

ترتیب

خلیل احمد رانا

WWW.NAFSEISLAM.COM

حرفِ اوّل

ضیغم اسلام غزالی زماں ابو النجم علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہ (م ۱۹۸۶ء) نے ماہِ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء میں پرانا جامعہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان میں پورا مہینہ درس قرآن مجید دیا۔ آپ نے ۸ رمضان المبارک کو بروز اتوار درس قرآن مجید کے سلسلہ میں جو تقریر فرمائی، وہ ہمارے برادر محمد مختار احسن مرحوم ایم۔ اے نے قلم بند کر لی تھی، عرصہ ہوا مرحوم کے چھوٹے بھائی مشہور خطاط جناب ابن کلیم کی مملوکہ بیاض سے احقر نے اسے نقل کر لیا تھا۔ اب ترتیب دیکر قارئین کی خدمت میں پیش ہے، اس سے قبل احقر نے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کی متعدد تقاریر ترتیب دی ہیں۔ مثلاً توحید و شرک، مقصود کائنات، عبادت و استعانت وغیرہ۔ توحید و شرک احقر نے ہی ترتیب دیا تھا، مگر اس پر مرتب کا نام برادرم مختار احسن مرحوم کا ہی لکھا تھا، اس کے حواشی برادرم محمد صدیق صاحب فانی نے لکھے تھے اور سب سے پہلے ۵۰۰ کی تعداد میں "الاصلاح پبلی کیشنز خانیوال سے شائع کی تھی، پھر بغیر حواشی کے مرکزی مجلس رضا لاہور نے اس کے متعدد ایڈیشن شائع کئے اور بہت مقبول ہوئی، پھر مکتبۃ المدینہ کراچی نے اسے اپنی اشاعت میں مستقل شامل کر لیا، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور نے بھی اس کے متعدد ایڈیشن شائع کئے۔ توحید و شرک کا ایک ایڈیشن جانباز اکیڈمی خانپورہ بانہ مولا مقبوضہ کشمیر سے مئی ۱۹۹۵ء میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوا، اسی کتاب کو انجمن طلبۂ اسلام نے اپنے تربیتی کورس میں مستقل طور پر شامل کر لیا ہوا ہے۔

کتاب مقصود کائنات کی تقریر ہمارے مولانا سراج احمد سعیدی خطیب اوچ شریف ضلع بہاولپور نے قلم بند کی تھی اور انہوں نے اسے صدائے کاظمی کے نام سے

شائع کیا تھا، احقر نے اس کو ترتیب دے کر "مقصودِ کائنات" کے نام سے مرکزی مجلس رضا لاہور کی طرف سے شائع کر دیا، اس کتاب کو بھی بعد میں بہت سے اداروں اور رسائل نے شائع کر دیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر سے بھی اس کا ایک ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ کتاب "عبادت و استعانت" بھی حضرت کاظمی علیہ الرحمۃ کے افادات پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے مجلس رضا کراچی نے اسے شائع کیا، پھر ادارہ معارف نعمانیہ لاہور نے شائع کی، اب انجمن انوارِ قادریہ کراچی نے اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا ہے۔

والسلام

ناکارہ خلیل احمد رانا
نعمان اکیڈمی، جہانیاں (خانیوال)

۱۴ر مارچ ۱۹۹۶ء
بروز ہفتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

نبوت و رسالت کے متعلق عرض ہے کہ پہلے ہم نبوت و رسالت کا مفہوم اور نبی و رسول کے مقام کو ذہن میں آشنا کرلیں۔

نبوت و رسالت میں فرق

اصطلاح سے قطع نظر کرکے ہر نبیؐ رسول ہے، اصطلاح کی قید اس لیے لگائی ہے کہ اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت لے کر آتے، پس اصطلاح سے قطع نظر کرکے ہر نبی، رسول یعنی پیغامبر ہوتا ہے، کوئی نبی ایسا نہیں جو خدا کا پیغام نہ لائے، ہر نبی خدا کا پیغام لانیوالا اور رسول ہوتا ہے لیکن ہر رسول کا نبی ہونا ضروری نہیں، اس لئے کہ نبی انسانوں کے لیے خاص ہے، نبی انسانوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا اور رسول عام ہے، جیسا کہ رسول ملائکہ میں بھی ہیں اور جنوں میں بھی ہیں، جیسے حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل علیہم السلام، رسول تو ہیں لیکن نبی نہیں، پس جو انسانوں میں سے نہ ہو اور اس کو رسالت دی جائے، وہ رسول تو ہے مگر اس کو نبی نہیں کہتے۔

شاید کوئی سمجھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہو، وہ رسول ہوتا ہے اور نبی ہوتا ہے، تو یہ غلط ہے کیونکہ وحی تو ایک تیز اشارے کو کہتے ہیں اور اللہ نے اس قسم کے اشارات انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کی طرف بھی فرمائے۔

اور انسانوں میں انبیاء کے علاوہ دیگر لوگوں کے بارے میں بھی اشارات فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰىٓ [1]

ترجمہ: جب ہم نے غیبی اشارہ سے آپ کی والدہ کو وہ بات سمجھائی جس کی وحی آپ کو کی جا رہی ہے۔ [2]

اب یہاں دیکھئے قرآن مجید سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی ہوئی، لیکن عورت نبی نہیں ہو سکتی، نبوت تو صرف مرد انسانوں کے لئے ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں فرمایا:

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ [3]

ترجمہ: تو ہم نے ان کی طرف اپنے فرشتے (جبرئیل) کو بھیجا تو اس نے اس (مریم) کے سامنے تندرست آدمی کی صورت اختیار کی، مریم بولیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ لیتی ہوں (میرے قریب نہ آ) اگر تو متقی ہے (جبرئیل) نے کہا (اے مریم) اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمہیں پاک بیٹا دوں۔" [4]

اب دیکھئے کہ وہ رسول یعنی جبرئیل علیہ السلام ایک بشر کامل کی شکل میں متشکل ہو گئے جب حضرت مریم نے اُن کو شکلِ بشر میں دیکھا تو سمجھا کہ واقعی یہ کوئی بشر ہے، وہ مقدسہ

---

[1] سورۃ طٰہٰ، آیت ۳۸

[2] البیان ترجمۂ قرآن از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی امروہوی قدس سرہ

[3] سورۃ مریم، آیت ۱۷ تا ۱۹

[4] البیان ترجمۂ قرآن

بندی تھیں، فوراً پناہ مانگی اور کہا کہ اگر تم متقی ہو تو مجھ سے فوراً دور ہو جاؤ، اُس نے کہا، اس کے سوا میں کچھ بھی نہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے قاصد ہوں اور آپ کو رب کے حکم سے ایک پاک بیٹا دینے آیا ہوں۔

یہاں جبرئیل علیہ السلام نے جب یہ بات فرمائی تو متکلم کے صیغے کے ساتھ بیان کی کہ میں تم کو ایک بیٹا دینے آیا ہوں، حالاں کہ بیٹا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ معطی حقیقی یعنی حقیقت میں عطا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے اور جب اللہ کا بندہ کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے دیتا ہے، اس لئے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیٹا دینے آیا ہوں۔

اس کے علاوہ دیگر ملائکہ کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کی طرف بھیجا اور اُن کو شرفِ مکالمہ سے نوازا اور فرشتوں نے اُن کے ساتھ باتیں کیں۔

شہد کی مکھی کو وحی

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں فرمایا:

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ[1]

ترجمہ: اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں ڈالا کہ پہاڑوں میں بھی گھر بنا اور درختوں میں اور اُن چھپروں میں جنہیں لوگ اونچا بناتے ہیں۔[2]

اَب دیکھئے یہاں قرآن حکیم بتا رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی، لیکن یہاں نبوت کا تصور بھی نہیں، بہر حال یہ سمجھنا کہ محض جس کی طرف وحی

---

[1] سورۃ النحل، آیت ۶۸، پارہ ۱۴

[2] البیان ترجمۂ قرآن

ہوجائے وُہ نبی یا رسول ہے، غلط ہے، پس نہ فقط وحی سے اور نہ فقط جبرئیل کے آنے سے نبوت ملتی ہے، نبوّت تو ایک اور چیز ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جو ان سب چیزوں سے الگ ہے۔

اَب پہلے میں نبوت اور رسالت کے وہ معنی جو انسانوں کے حق میں ہیں بیان کر دوں، کیونکہ اس وقت ملائکہ کی رسالت سے گفتگو نہیں بلکہ انسانوں کی نبوّت اور رسالت کا بیان ہے۔

نبوّت کی تعریف

نبوّت کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقدّس و مطہر اور پاک بندے پر ایسی وحی نازل فرمائے کہ اس کلام، وحی یا خطاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم اس کے ذمہ عائد ہوجائے یا اس پر کسی چیز کو واجب کر دیا جائے اور وُہ چیز پہلے اس پر واجب یا ضروری نہ تھی، اَب واجب اور ضروری ہوگئی، پس جس مقدس بندے کو اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطے سے یا واسطے کے بغیر اپنا کوئی ایسا پیغام دے یا کوئی ایسا خطاب کرے یا کوئی ایسی وحی فرمائے کہ جس وحی، خطاب یا تکلّم کی وجہ سے اللہ کے اس بندہ پر وہ چیز جو پہلے اس پر واجب نہ تھی، اَب فرض، واجب اور لازم ہوگئی، پس یہ کلام، یہ وحی اور اللہ تعالیٰ کے اس بندے کا اس لازمی امر کے لیے مامور ہونا نبوّت ہے، اور یہ بات سوائے نبی کے کسی اور کے لیے ثابت نہیں ہوسکتی۔

ایک ضمنی مسئلہ

فقط اللہ تعالیٰ کا مخاطبہ "نبوت" نہیں ہے، ملائکہ کے ذریعے اللہ تعالےٰ کا تخاطب اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (پ سورۃ یونس)

یعنی ان کیلئے خوش خبری ہے دُنیا میں اور آخرت میں بھی ، اس بشارت کی تفسیر ، حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ، مومن اور بالخصوص مومن صالح اور اللہ تعالیٰ کا مقرب محبوب ، جب اس کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وُہ موت کو پسند نہیں کرتا ، موت کو پسند نہ کرنا ، انسان کی جبلت میں ہے ۔اسی حدیث قدسی میں ہے یں بیان کیا گیا ہے کہ میں اپنے بندے کے کان ہوجاتا ہوں ، آنکھیں ، ہاتھ اور پاؤں ہوجاتا ہوں ، یہ طویل حدیث ہے ، اس کے آخر میں ہے ۔

وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْئٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عن نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ

رواہ البخاری [1]

ترجمہ : اور میں توقف نہیں کرتا کسی شے میں ، جسے میں کرنے والا ہوں ، مثل میرے توقف کے مومن کی جان قبض کرنے سے کہ وہ (بحکم طبیعت) موت کو ناخوش رکھتا ہے اور میں اس کے غمگین ہونے کو ناپسند رکھتا ہوں اور بعض نسخوں میں ہے کہ حال یہ ہے کہ بندے کو موت سے چارہ نہیں ، اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ۔

یعنی میں کسی کام میں جو کہ میں کرنا چاہتا ہوں ، دیر نہیں کرتا اور کبھی اتنی تاخیر نہیں فرماتا ، جتنی دیر اُس مومن کی موت کو واقع کرنے میں کرتا ہوں ، اس لیے کہ وُہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اُس کے موت کے پسند نہ کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور مجھے اس بندے کی ملاقات بڑی محبوب ہوتی ہے ، پھر انجام کیا ہوتا ہے ؟ یہ بات اگر کسی کو ذہن میں آجائے تو میرا مدعا بھی حل ہوجائے ۔

---

[1] صحیح بخاری ، مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد ۲ ص ۹۶۳

مومن کو مرتے وقت بشارتیں

جب اللہ کا بندہ موت سے کراہت کرتا ہے تو اللہ اس وقت اپنی حکمتِ بالغہ سے کام لیتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا بندہ موت کو طبعًا پسند نہیں کرتا، تو اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ فرشتے اللہ کے اس بندے کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں لے کر آتے ہیں، پس جو اعزاز و اکرام، راحتیں اور لذتیں اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنے بندے کے لیے مقدر ہیں، فرشتے جب یہ بشارتیں لے کر اس کے لیے نازل ہوتے ہیں تو ان بشارتوں کو دیکھتے ہی اس بندے کی طبعی کراہت ختم ہو جاتی ہے، اور اس میں اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے اور مسرور ہو کر مسکراتا ہے ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست (علامہ محمد اقبال)

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور صالحین پر فرشتے بشارتیں لاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرشتوں کے واسطے تخاطب فرماتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ بندے اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہوتے، نبوت کا مقام اس سے بہت بلند ہے اور صرف ایسا تخاطب نبوت نہیں ہوتی، پس جو اللہ تعالیٰ کا مامور ہو اللہ تعالیٰ اسے اپنی وحی اور پیغام کے ذریعے باواسطہ یا بلاواسطہ تخاطب فرمائے اور مامور فرمائے تو وہ نبی ہے ورنہ وحی تو شہد کی مکھی کی طرف بھی کی گئی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف بھی ہوئی۔

اگر یہ بات ذہن نشین کر لی جائے تو بہت سی گمراہیوں سے نجات حاصل ہو سکتی ہے اور نبوت کا جو معنی اور مفہوم میں عرض کیا ہے اگر اس کو ذہن نشین رکھا تو اگلی بات اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔

یہ بات تو سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئی، یہ کوئی عالمِ ارواح کی بات نہیں، یہاں کی بات ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے اس پر ایمان لانا شرط ہے، کیونکہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا وہ مُرتد اور کافر ہے، پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک تو کیا ابد تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اب وہ لوگ جنہوں نے ختمِ نبوت کے متعلق ایسی باتیں شروع کر دیں کہ جن میں نہ کوئی عقلی بات ہے اور نہ دلائل، ان کی یہ باتیں دلائل اور سمعیات وغیرہ سب سے عاری ہیں، غلط توجیہیں اس انداز سے کی گئی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں کس طرح باطل کو حق کا لباس پہنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا لیکن فرقہ مرتدہ مرزائیہ کہتا ہے کہ تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے اور جو نبوت تشریعی نہیں ہے وہ ختم نہیں ہوئی وہ چلے گی، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

تشریعی نبوت

آج تک "تشریعی نبوت" کا کوئی واضح مفہوم یہ لوگ نہیں بتا سکے، جو اس تشریعی نبوت کی آڑ لے کر ختمِ نبوت کا انکار کرتے ہیں، ہم نے کہا کہ نبوتِ تشریعی کا مفہوم تو بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس نبوت میں احکام نازل کئے جائیں وہ نبوت تشریعی ہے اور جس میں احکام نہ ہوں وہ غیر تشریعی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام کی آمد ختم ہو گئی، پس جس نبوت میں احکام نہ ہوں، وہ نبوۃ چلے گی۔ ہم نے پوچھا کہ احکام کی تشریح کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ "حکم" کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو کسی پر ضروری اور لازمی قرار دینا۔

ہم نے کہا کہ پھر تو غیر تشریعی ہرگز کوئی نبوت نہیں، نبوت تو ہوتی ہی وہ ہے

جو تشریعی ہو اور جس میں کوئی حکم نہ ہو، وہ تو نبوت ہی نہیں، معلوم ہوا کہ نبوت کی دو قسمیں کرنا غلط ہے کیونکہ جب نبوت کے معنی ہی یہی ہیں کہ جہاں حکم ہو، وہاں نبوت ہے اور جہاں حکم نہیں وہاں نبوت نہیں، اب جس نبوت غیر تشریعی کا تم ڈھنڈورا پیٹتے ہو وہ تو کوئی نبوت ہی نہیں، اسکو نبوت کہنا غلط ہے۔

سنیئے! میں چاہتا ہوں کہ اس انداز سے کہوں کہ کسی کا ذہن اُلجھنے نہ پائے، میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم جب کسی بندے کو فرشتے کے واسطے سے یا واسطے کے بغیر دے یہی نبوت ہے۔

اب ایک تو ہے "نبوت" اور ایک ہے فیضانِ نبوت" نبوت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی اور فیضان نبوت جاری رہیگا۔ کیونکہ اگر فیضانِ نبوت کا دروازہ بھی بند ہوجائے تو پھر نبی کا فیض کسی تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ فیضان نبوت، جو باقی ہے اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبشرات سے تعبیر فرمایا ہے، بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجزائے نبوت سے تعبیر فرمایا، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اجزائے نبوت کہا وہ تو نبوت سے متعلق ہیں، پھر تو نبوت باقی ہوئی۔

تو سنیئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " لم یبق من النبوت الا مبشرۃ" یعنی نہیں باقی رہی نبوت سے کوئی چیز مگر "مبشرۃ" ہم اسے جزو نبوت مجازاً کہتے ہیں اور در اصل یہ مبشرہ ہے، اگر یہی نہ ہو تو دنیا میں کوئی فیوض و برکات نہ پھیلیں۔

اگر سچی خوابوں کا نام محض نبوت رکھ دیا جائے تو پھر وہ کونسا مسلمان ہے جس کو کبھی سچی خواب نہ آئے، اس طرح تو ہر مسلمان نبی ہو جائے گا، کیونکہ ہر مسلمان کو کبھی نہ کبھی تو سچی خواب آہی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آدمیوں کو سوتے ہوئے بھی مبشرات دے دیتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے جاگتے ہوئے بھی دے دیتا ہے، پتہ چلا کہ مبشرات کے معنی نبوت نہیں یہ مبشرات تو فیضانِ نبوت ہے اور یہ جاری ہے۔

لہ بخاری کتاب التعبیر

نبوت کا ظل بھی فیضانِ نبوت ہے، حضور علیہ السلام کی اتباع حضور کا ظل ہے اور اس ظل کو نبوت سے تعبیر کرنا بظاہر نبوت پر ظلم ہے بلکہ اپنے آپ پر ظلم ہے کہ کفر میں پڑنا ہے۔

دراصل یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے تو تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اسی کو حقیقی نبوت کہتے ہیں، مرزا قادیانی نے اسی حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا، کیونکہ اس نے بار بار کہا میں خدا کا مامور ہوں اور یہاں تک کہ اس نے اپنے نہ ماننے والو کو خارج از اسلام سمجھا، پتا چلا کہ اس نے ماموریت قطعیہ کا دعویٰ کیا اور اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔

مفہوم رسالت

"نبوت اور رسالت" مفہوم اور معنی کے لحاظ سے رُسل بشر کے حق میں یکساں ہیں، نبوت کے ساتھ ساتھ رسالت کے مفہوم کو بھی عرض کرتا ہوں کہ رسالت ایک تعلق اور ربط کا نام ہے اگر وہ ربط نہ ہو تو رسالت کا کوئی مفہوم نہیں وہ ربط ایک علمی رابطہ عملی تعلق اور باطنی رابطہ ہے، جسے ہم نبوت سے تعبیر کرتے ہیں، اگر نبی یا رسول کا کوئی معنوی رابطہ مُرسل الیہ کے ساتھ نہ ہو تو اس رسول کی رسالت کے کوئی معنی نہیں ہونگے اور اس رسول کا ہونا مُرسل الیہ کے لیے بالکل بے معنی ہوگا۔

رسول کے معنی یہ ہیں کہ جس کی طرف وہ رسول بن کر آیا، اُس سے ایک اندرونی نسبت ہے، جس سے نبی کا فیض پہنچ رہا ہے، اب اگر وہ قبول کرے تو خوش نصیب ہے اور جو انکار کرے وہ بد بخت ہے، سورج تو سب پر پھیلا ہوا ہے، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ ہم پر بھی روشن ہے اور ایک نابینا ہے اُس پر بھی سورج کی روشنی ہے لیکن وہ نہ دیکھ سکیگا۔ اب سورج کی شعاعوں نے تو نابینا سے رابطہ قائم کرلیا، لیکن اس کی آنکھوں میں نور نہیں، وہ نور کے بغیر نور سے کس طرح رابطہ قائم کرسکتا ہے اور وہ سورج کی روشنی سے کس طرح فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟

اب سمجھ لو کہ رسالت کا آفتاب طلوع ہوا تو اس کا پر تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی پڑ رہا تھا اور ابوجہل پر بھی پڑ رہا تھا، ابوجہل چونکہ خود نور سے محروم تھا، اس لیے آفتابِ رسالت سے کوئی رابطہ نہ پیدا کر سکا اور کچھ حاصل نہ کر سکا۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ آفتاب زمین کے لیے ہے مگر آفتاب کی کوئی شعاع زمین کے فلاں حصے پر نہیں پڑتی، تو یہ غلط ہے، کیونکہ آفتاب جب چمکتا ہے، تو اس کی شعاعیں ہر چیز پر پڑتی ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی چیز میں آفتاب کی شعاعوں سے مستفید ہونے کی صلاحیت ہی نہ ہو۔

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ آفتابِ نبوت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالموں کا رسول اور نور ہونا تب صحیح ہوگا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ رسالت کی شعاعیں ہر عالم کی ہر چیز پر پڑ رہی ہوں اور آپ یقین جانیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ رسالت کا پر تو ہر عالم کے ہر ذرّے پر پڑ رہا ہے اور ہر عالم کا ہر ذرّہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت رسالت ہے، تو آپ کا تعلق عالم کے ذرّہ ذرّہ سے ہے۔ جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے رسول ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر چیز کے ساتھ علمی اور عملی رابطہ قائم ہے۔

رسالت میں ارتباط ہے اور یہی رابطہ قائم ہونا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر اور تمام کائنات کے عالم ہونے کا مفہوم ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق عالم کے ہر ذرّہ سے نہیں اور رابطہ نہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے کیسے رسول ہیں؟ ارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی طرف رسول بن کر آئیں وہ تو رسول پہچانے، عالم کی ہر چیز تو رسول کو پہچان لے[1] اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ نہ ہو۔ (معاذ اللہ)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک گوہ لائی گئی، آپ

---

[1] ما من شیٔ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس (طبرانی عن یعلی بن مرہ (ص)) جامع صغیر ص ۱۴۹

نے پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا: ـــــ "انت رسول رب العالمین و خاتم النبیین[1]" ارے گوہ تو حضور علیہ السلام کو پہچان گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو، امت کو تو علم ہو اور رسول کو علم نہ ہو، نعوذ باللہ۔

پس جب اٹھارہ ہزار عالم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں تو اٹھارہ ہزار عالم کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن علم میں نہ ہو۔

میں اپنے کلام کو سمیٹ کر اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ نبی کی نبوت اور رسالت ایک علمی اور عملی تعلق ہے، اگر رسول اپنے مرسل الیہ کے ساتھ علمی اور عملی تعلق نہ رکھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول نہیں ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام عالموں کے رسول ہیں لہٰذا کائنات کا کوئی ذرہ نہیں کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی اور عملی نسبت سے تعلق نہ ہو۔

علمی رابطہ سے مراد یہ ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتا ہے۔
اور عملی رابطہ و نسبت سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے وجود و بقا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک (جو واسطہ تخلیق ہے) سے اس کا رابطہ کٹ جائے تو اس ذرہ کا وجود نیست ہو جائے۔

پس اگر زبان سے تو نبی اور رسول کہے جاؤ لیکن نبی اور رسول کے جو معنی ہیں اُن کو ذہن ہی میں نہ آنے دو اور اس سے بے خبر رہو، یہ تو بالکل غلط ہے۔

ایک سوال

---

[1] امام عبدالرحمٰن ابن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) الوفا باحوال المصطفےٰ، (اردو) مطبوعہ لاہور ص ۳۸۹
" حافظ نعیم احمد ابن عبداللہ اصبہانی (المتوفی ۴۳۰ھ) دلائل النبوۃ (عربی) مطبوعہ مکہ مکرمہ ص ۳۲۲
" علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی (المتوفی ۱۳۵۰ھ) حجۃ اللہ علی العالمین (عربی) مطبوعہ فیصل آباد ص ۶۵۲

ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ ہم نمازمیں کہتے ہیں: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، اے اللہ! ہم کو سیدھی راہ دکھا" سیدھی راہ دکھانے سے مراد ہدایت کرنا ہے۔ اور سیدھی راہ دکھانے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے ہادی ہونے کا کیا مقصد ہے، کیا نبی ہدایت نہیں دے سکتا؟

اس شبہہ کے متعلق عرض ہے کہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے ذریعے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ" (قرآن کریم، سورۃ الرعد، آیت ۷) یعنی ہر قوم کے لیے ہادی ہوتا ہے" یہاں ہادی سے مراد نبی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"انک لتھدی الی صراط مستقیم" [1]

یعنی میرے حبیب بلاشبہ سیدھے راستے کی طرف تو تو ہی ہدایت کرتا ہے"

اب آپ کہیں گے کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کا کیا مطلب ہے، کہ "انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء" [2]

یعنی اے حبیب تو جسے چاہے ہدایت نہیں دیتا، اللہ جسے چاہے ہدایت دے"

ارے بھائی یہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بھی کوئی کچھ کرسکتا ہے؟

یہ تو ہزاروں مرتبہ ہم نے بتایا کہ نبی کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اذن کے بغیر نہیں کرتا، نبی جب کسی کو ہدایت کریگا تو اللہ کی مشیت کے تحت ہو کر کریگا اور اللہ تعالیٰ ہدایت کرے گا تو کسی کی مشیت کے ماتحت ہوئے بغیر ہدایت فرمائے گا۔

پس آیت کا مقصد تو یہ ہے کہ میں کسی کی مشیت کے بغیر کسی کو ہدایت دے سکتا ہوں، لیکن اے نبی تو میری مشیت کے ساتھ ہدایت کرے گا اور اگر میری مشیت نہ ہو تو تو ہدایت نہیں کرسکتا۔"

---

[1] قرآن کریم سورۃ شوریٰ آیت ۵۲

[2] قرآن کریم، سورۃ القصص آیت ۵۶

اب اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو وہ اُس آیت کا انکار کر رہا ہے جس میں فرمایا "انك لتہدی الی صراط مستقیم" یعنی تحقیق بلاشبہ میرے حبیب لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت تو ہی کرتا ہے، ارے اللہ تعالیٰ تو اتنی تحقیق کے ساتھ فرما رہا ہے اور اللہ کی تحقیق پر جسے یقین اور اعتبار نہ ہو تو اُسے میری بات پر کیا یقین ہو گا۔

لہٰذا اس آیت کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ میرے پیارے حبیب میری ہدایت کسی کی مشیت کے تحت نہیں اور تیری ہدایت میری مشیت کے تحت ہے۔ اب ایک بات اہل علم کے لیے کہے دیتا ہوں کہ ہدایت کا لفظ جب قرآن وحدیث میں استعمال ہو تو اہل سنت کے نزدیک اس کے حقیقی اور شرعی معنی "خلق الاھتداء" یعنی ہدایت کو خلق کرنے کے ہیں اور فرقہ معتزلہ کے نزدیک اس کے معنی ہیں "بیان الطریق الصواب" یعنی ٹھیک راستہ بتا دینا، تو اس لحاظ سے معتزلہ "لکل قوم ھاد" کا مطلب لیتے ہیں کہ ہر قوم کے لیے سیدھا راستہ بتانیوالا۔

ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ معنی بھی ٹھیک ہیں، مگر یہی معنی کئے جائیں تو آیت "انك لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء" کے معنی ہوں گے کہ اے نبی تو جس کو محبوب رکھے اُس کے سامنے صحیح راستہ بیان نہیں کرتا، ہاں اللہ جس کے لیے چاہے صحیح راستہ بیان کر دے۔" تو یہ آیت معتزلہ کے اُن معنی (لکل قوم ھاد) یعنی ہر قوم کے لیے سیدھا راستہ بتانیوالا" کو رد کرتی ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کام تو صحیح راستہ بتانا ہی ہے، جس کی یہاں نفی ہو رہی ہے تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کے معنی درست ہیں۔[1]

"خلق الاھتداء" اہل سنت کا عقیدہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو ہدایت کی صفت خلق نہیں کرتا، اللہ جس کے لیے چاہے خلق کر دے" پس معلوم ہوا کہ خلق کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت نہیں، یعنی ہدایت کا

---

[1] نبراس صہ ۱۹۸ - ۲۰۲

پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اُس کو چلانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے، جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، اُس کے ذکر نہ کرنے سے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں کمی آئیگی، نہ اختیارات میں اور نہ مرتبہ میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تو اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر لوگوں کو چلانا ہے۔

اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ فلاں شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت نہ دی، تو یہ اعتراض اللہ تعالیٰ پر کرے کہ اے اللہ تو نے ان کو ہدایت کیوں نہیں دی۔

ارے بھائی جب اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے ہدایت خلق ہی نہیں فرمائی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے اعتراض آئے گا کہ آپ نے ان کو ہدایت نہ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی کام کسی کی مشیت کے ماتحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ؕ (قرآن کریم، سورۃ الدہر آیت ۳۰) یعنی اور تم نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔

آیت "انک لا تھدی من احببت" کے معنی یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے ورنہ آیت "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ (قرآن کریم پارہ ۲۶ سورۃ فتح) یعنی "وہ وہی ہے بھیجا جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ" کے کیا معنی ہوں گے؟

"انک لا تھدی من احببت" کے معنی یہ ہیں کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، خالق کائنات میں ہوں، ہر چیز کا پیدا کرنیوالا میں ہوں، عدم سے وجود میں لانیوالا میں ہوں، ایجاد میری صفت ہے، موجد میں ہوں، اس لئے "خلق الاھتداء" یعنی ہدایت کو پیدا کرنا میری شان ہے، جس کے لیے میں نے اھتداء کو پیدا کر دیا، اس کے لیے اہتداء کو جاری کرنیوالا تو ہے۔ انک لا تھدی

کا معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ "انك لاتخلق الاھتداء" یعنی بے شک آپ ہدایت خلق نہیں کرتے "خلق الاھتداء" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام نہیں ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ جن کے لیے میں نے اپنے علم ازلی کے مطابق ہدایت پیدا نہیں کی اُن کو میں ہدایت نہیں دوں گا، کیونکہ میرے علم کے خلاف کوئی ظہور ممکن نہیں، بتلائیے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم کے خلاف ہو، کیا وہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتی، تو جن لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو پیدا نہیں فرمایا، ان میں ہدایت کی استعداد نہ تھی۔ تو اب بتلائیے کہ لوگوں کو ہدایت نہ ملنے کا الزام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے آسکتا ہے۔

(وما علینا الا البلاغ المبین)